عصبیۃ جاھلیۃ-محرکات واثرات اور امن عالم کے لئے قرآنی اور نبوی احکام

*پروفیسر ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو

The Muslim Ummah, as a nation, emerged even before the advent of Islam. Islam came forward as a religious force that declared that one who fears Allah, keeps oneself away from the vicious deeds, deserves the real honor. Islam called all the human beings to unity and rejected all those acts that call for injustice and cause tyranny and oppression to human beings; and these acts include racism, tribalism, ethnicity, possessing wealth etc. Islam discarded all these and spreads the lesson of love and fraternity and collected the entire human under the slogan of One Allah, one Prophet and one Quran. The differences based on race, ethnicity, wealth, color and country were altogether thrown away and, thus, paved the way to become a true Muslim. Islam intended to give them an identity of one nation or one ummah. Islam has given equal rights to all its citizens irrespective of their natural or so called social differences. Resultantly, a society governed by such Islamic laws seems a center oh harmony and equality. This paper intends to discuss various ills that our society is suffering from and then Islamic steps that can help to bring desirable just changes in a society to make it worth living avoiding any mutual conflicts.

عصبیۃ کا مادہ ''عصب'' ہے اسکی جمع ''عُصُب'' اور ''اعصاب'' ہے۔ جسکی معنیٰ ہے جسم کی رگیں۔ لپیٹنے کو بھی ''العصب'' کہا جاتا ہے۔ سر پر پٹی باندھنے کو ''تعصیب''۔ عمامہ اور پگڑی کو ''العصابۃ'' کہا جاتا ہے۔ عصبۃ الرجل کی معنیٰ ہے کسی شخص کی باپ کی طرف سے رشتیداری۔(۱)

العصبیۃ والتعصب۔حمایت کرنا۔دفاع کرنا۔

العصبی: ''من یعین قومه علی الظلم'' لعصبی: هو الذی یغضب لعصبته ویحامی عنهم.(۲)

عصبی سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی ظلم کی بنیاد پر مدد کرے۔ یا اپنی قوم کے لئے مشتعل ہو جائے اور اسکی ناروا مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہو جائے۔

*ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

حضرت واثلہ بن اسقع نے رسول اللہ ﷺ سے عصبیت کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''ان تعین قومک علی الظلم (۳)

اصطلاحی معنیٰ: ابن خلدون کے نزدیک عصبیۃ اجتماع انسانی کا بنیادی رابطہ اور تاریخ کی بنیادی قوت محرکہ ہے اور ایسی قوت ہے جو انسانی گروہون کو اپنی ہستی منوانے، دوسروں سے سبقت لے جانے اور حکومتیں، شاہی خاندان اور سلطنتیں قائم کرنے پر ابھارتی ہے۔(۴)

جاہلیت سے مراد: عہد جاہلیت ہے۔ جہل جہالت اور جاہلیت کے لغوی معنیٰ ہیں بے علمی، حماقت، نادانی، اور بے دینی ہیں۔(۵)

عرب کے مشہور شاعر عمرو بن کلثوم بن مالک کہتا ہے: ألا لا یجھلن أحد علینا.

فنجھل فوق جھل الجاھلینا.(۶)

خبردار ہم پر کوئی جہالت کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ ہم جاہلوں کی جہالت سے بڑھ کر جہالت کا مظاہرہ کریں گے۔(یعنی ہم ایسی ہلاکت والا بدلہ لیں گے جو جہالت سے بھی بدتر ہوگا)

قرآن مجید میں جاہلیت کا لفظ چار جگہ استعمال ہوا ہے۔سورۃ آل عمران: یظنون باللّٰہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ۔(۷)

سورۃالمائدہ: افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون.(۸)

سورۃ الأحزاب: وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الأولی.(۹)

سورۃ الفتح: إذ جعل الذین کفروا فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ.(۱۰)

سید ابوالأ علی مودودی جاہلیت اولی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

جاہلیت سے مراد اسلام کی اصطلاح میں ہر وہ طرز عمل ہے جو اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی اخلاق وآداب اور اسلامی ذہنیت کے خلاف ہو۔ جاہلیت اولیٰ کا مطلب وہ برائیاں ہیں جن میں اسلام سے پہلے عرب کے لوگ اور دنیا بھر کے دوسرے لوگ مبتلا تھے۔(۱۱)

اسلام سے پہلے عرب اور دنیا، علاقائی، نسلی، مذہبی اور خاندانی تعصبات کے امراض میں مبتلا تھی۔ جسکی وجہ سے پوری دنیا میں جنگ وجدل اور فساد کے لپیٹ میں تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ۲۳ سالہ حیات نبوی میں کفر کی گمراہی کے بعد سب سے زیادہ جس چیز کو مٹانے کے لئے جہاد کیا وہ عصبیت جاہلیۃ تھی۔ ہم احادیث

وسیر کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی طرح خون وخاک، رنگ وزبان ،پستی اور بلندی کی تفریق کو مٹایا۔انسان اور انسان کے درمیان غیر فطری امتیازات کی تمام سنگین دیواروں کو مسمار کردیا اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام بنی آدم کو یکساں قرار دیا۔(۱۲)

نسل، وطن، زبان اور رنگ کی تفریق کو نبی اکرم ﷺ نے یہ کہہ کر مٹایا کہ: **لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی اسود ولا لأسود علی احمر إلا با لتقویٰ**۔(۱۳)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے متعصب کی موت کو موتۃ الجاہلیۃ قرار دیا۔حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ **قال رسول ﷺ من خرج من الطاعۃ، وفارق الجماعۃ فمات، مات میتۃ جاھلیۃ. ومن قاتل تحت رایۃ عمیۃ یغضب لعصبۃ أو یدعو إلیٰ عصبۃ أو ینصر عصبۃ فقتل فقتلۃ جاھلیۃ. الحدیث**۔(۱۴)

اگر ہم انسان کی معاشرتی زندگی پر نظر دوڑائیں گے تو جہاں کہیں بھی فساد، جنگ وجدل، قتل وخون، انتہا پسندی اور جمود کی مثالیں ملتی ہی، ان تمام کے تمام کا محرک عصبیۃ ہی ہے جو کہیں نسلی، لونی، کہیں علاقائی ولسانی اور کہیں قبیلائی اور مذہبی صورتوں میں ابھر کر انسانوں کو تباہی وبربادی کے دہانے پر کھڑا کردیا۔ہم اس مقالے میں ان تمام تعصبات کے محرکات اور اثرات کا جائزہ لیں گے۔

قوم اور قومیت کا تعصب:

لفظ ''قوم'' قام یقوم سے ہے جس سے مراد کھڑا ہونا ہے یہ اسم جمع ہے اس سے مراد لوگوں کا ایسا گروہ جو اپنوں کے ساتھ کھڑا ہو اور اپنے امور کا متکفل ہو۔مگر ''قوم'' کی تعریف مختلف مفکرین نے مختلف انداز میں پیش کی ہے۔گارنر کے مطابق قوم سے مراد افراد نسل انسانی کا وہ گروہ ہے جسے تاریخ نے مشترکہ اغراض ومصالح وبعض دیگر اسباب کی بنیاد پر متحد کردیا ہو، ایک ایسا گروہ جسکا ایک مخصوص وطن ہو مخصوص زبان ہو مخصوص تہذیب وثقافت اور مخصوص نظام معیشت ہو یا پھر ایک علاقے میں بسنے والے انسان جو ایک حکومت، ریاست یا ملک کی وجہ سے آپس میں متحد ہوگئے ہوں قوم کہلاتے ہیں۔(۱۵)

قومی اور قبائلی عصبیت

طلوع اسلام کے وقت عربی عصبیتوں کا مطالعہ کریں گے تو پتا چلتا ہے کہ کس طرح عدنانی، قحطانی قبائل

کا باہمی شدید تعصب موجود تھا پھر عدنانیوں میں مضر اور ربیعہ کی کشمش تھی، پھر قریش اور غیر قریش کا فرق تھا پھر قریش کے اندر بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابتیں تھیں، اسکے علاوہ بدوی اور شہری ہونے کا جھگڑا الگ تھا۔ ایام عرب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد جاہلیت میں جتنی ہولناک لڑائیاں ہوئی ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر اسی قومی جذبہ تفاخر کا نتیجہ تھیں، مشہور حرب ''بسوس'' جو بنی تغلب اور بنی بکر بن وائل کے درمیان پورے ۴۰ برس تک جاری رہی اور صرف اتنی سی بات پر ہوئی تھی کہ بنی تغلب کے سردار کلیب بن ربیعہ کی چراگاہ میں بنی بکر بن وائل کے ایک مہمان کی اونٹنی گھس گئی اور کلیب کے اونٹوں کے ساتھ چرنے لگی۔(۱۶)

اوس اور خزرج کی مشہور لڑائیاں جنکا سلسلہ کامل ایک صدی تک جاری رہا، تفاخر، تنافر اور قبیلائی عصبیت کے نتیجے میں ایک نہایت ہی حقیر واقعے سے شروع ہوئی تھی جس میں ایک خزرجی شخص نے مالک بن عجلان کے لئے دعوا کیا تھا کہ وہ سب سے زیادہ اشرف وافضل ہے۔ پہلی جنگ فجار قبیلہ اوس اور خزرج میں معمولی واقعے کے نتیجے میں بھڑک اٹھی جسکی نتیجے میں ہزاروں لوگ موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔(۱۷)

آخری حرب فجار بھی دیار بکری کے مطابق ایام عرب میں اس سے زیادہ خطرناک جنگ نہیں ہوئی جو صرف فخر وغرور اور قبیلائی عصبیت اور نسلی تفاخر کے نتیجے میں بھڑک اٹھی جس سے چار سال تک شدید خونریزی کا سلسلہ جاری رہا۔(۱۸) یوم شمطہ، یوم العبلاء، یوم شرب اور یوم الحریرہ کے ہولناک معرکے برپا ہوئے جنہوں نے عرب کے تمام پچھلے معرکوں کو بھلا دیا۔(۱۹)

اس جدید اور مہذب دور میں مغربی اقوام نے علاقائی اور قومی تعصب کی بنیاد پر جو مہلک لڑائیاں لڑیں ہیں انکی داستان بھی بہت طویل ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ: انگلستان اور فرانس کے درمیان ۱۳۰۳م سے ۱۴۵۳ تک ۱۱۵ سالوں تک جنگ جاری رہی جو بلاشبہ تاریخ کی طویل ترین جنگ ہے۔ سترہویں صدی عیسوی میں مختلف یورپین اقوام کے ممالک کے درمیان ۳۰ سالہ جنگ لڑی گئی ۱۶۱۸م سے ۱۶۴۸م تک لڑی جانے والی جنگ میں یورپ کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ مسلسل ۳۰ برس تک جاری رہنے والی جنگ میں جرمن فرانس آسٹریا سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا اس جنگ میں صرف جرمن کے ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی مارے گئے۔(۲۰)

دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکہ میں چینیوں اور جاپانیوں کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک کیا گیا تھا وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔(۲۱)

نسلی، لسانی اور لونی تعصب:

انسان نے جب سے ایک منظم معاشرتی زندگی کا آغاز کیا اسی وقت سے ہی نسلی، لسانی اور لونی بنیاد پر

انسانیت کو تقسیم کر دیا، جاہلیت کے دور میں یہ عصبیت پروان چڑھی، کالے رنگ کے لوگوں کو غلام بنایا۔ بازاروں میں کوڑیوں کے دام بیچا اور ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے۔عربوں کے ہاں نسلی تفاخر کی بنیاد پر جو امتیازات تھے اس کا شکار وہ تمام لوگ تھے جو عرب نہ تھے ان امتیازات کا ایک پہلو خود عرب قبائل کی درجہ بندی تھی، ہر قبیلہ اپنے تفاخر کی بنیاد پر دوسروں کو رذیل سمجھتا تھا۔اسی طرح سیاہ فام لوگوں کو غلام بنایا جاتا تھا اوران سے غیر انسانی سلوک روا کیا جاتا تھا، جانوروں کی طرح مشقت والا کام لیا جاتا تھا اور معمولی باتوں پے اذیت ناک سزائیں دی جاتی تھیں۔

جاہلیت قدیمہ میں مختلف اقوام وقبائل میں نسلی امتیازات کے سلسلے میں جو خرابیاں تھیں وہ جاہلیت جدیدہ (متمدن مغربی معاشرہ) میں ایک نظریہ، فلسفہ اور طرزِ حیات بن گئیں۔ یہ سہرا مغربی اقوام کے سر ہے کہ انہوں نے سفید فام اقوام کی برتری کو ایک نظریاتی اصول کے طور پر متعارف کرایا، سفید اقوام کے نسل پرستانہ رویے کے مظاہر کو پوری دنیا میں دیکھا جاسکتا ہے، جنوبی افریقہ کی سفید فام اقلیت نے نسل پرستی کو ریاستی سطح پر منظم کیا، افریقی ایشیائی باشندے اس امتیاز کا نشانہ تھے، عالمی سامراج نے اس نسل پرستانہ پالیسی کو کسی نہ کسی شکل میں زندہ رکھا۔(۲۲)

ڈاکٹر موسیو لیبان فرانسیسی امریکہ میں نسلی امتیاز کی جھلک ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: امریکہ میں نسل و خاندان کا اثر اس قدر شدید اور عالم گیر ہے کہ اس سے کسی فرد کو مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ وہاں کی قومیت اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ جو لوگ ضعیف متوسط الحال اور ذاتی قابلیت سے محروم ہیں، امریکہ میں انکا گذر نہیں ہوسکتا اس کمزوری سے اس قسم کے افراد اور اس قسم کی قوموں کو یقیناً فنا ہونا پڑے گا چنانچہ اپو رہج کو جب وہاں کی جغرافیانہ خصوصیات نے غیر مفید ثابت کیا تو اس میں کچھ لوگ بھوک سے مر گئے اور کچھ لوگوں کو بندوق کی گولیوں نے اڑا دیا اور یہ چینی مزدور امریکہ کے خاص باشندوں کے کاموں میں خلل انداز ہورہے ہیں عنقریب ان کا بھی یہی حشر ہوگا، امریکہ سے انکی جلاوطنی کا قانون پاس ہو چکا ہے، لیکن وہ حبشی جو قانونی حیثیت سے اگر چہ یہ لوگ بھی امریکہ کے باشندوں کے ساتھ مساویانہ حقوق رکھتے ہیں لیکن عملی طور پر ان کے ساتھ جانوروں کی طرح برتاؤ کیا جاتا ہے۔(۲۳)

معروف امریکی مصنف Harry Harward لکھتا ہے:"یہ صحیح ہے کہ قرونِ وسطیٰ والی غلامی اس دور میں ختم ہوگئی ہے، لیکن طبقاتی تقسیم، نسلی امتیاز، سیاہ وسفید کی شکل میں ہمارے نظام میں غلامی اب تک باقی ہے۔آج بھی یہی کوشش ہے کہ سیاہ فام ذلت کی زندگی بسر کریں۔(۲۴)

افریقہ کے ملک روانڈا میں نسلی اور طبقاتی تصادم نے انسانی خون کی ارزانی کی ایک بھیانک مثال قائم کی ہے اقوام متحدہ کے ذرائع کے مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۹۴ع سے شروع ہونے والے اس خونی کھیل میں پانچ سے دس لاکھ افراد تعصب اور نسلی امتیاز کا شکار ہو کر قتل ہوئے۔(۲۵)

سفید فام لوگوں کے اندر سیاہ فام نسل کے افراد کے لئے جو نفرت کینہ اور عناد بھرا ہوا ہے، اسکا اندازہ امریکہ کے سابق صدر جارج واشنگٹن کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے، اس نے لکھا ہے کہ: ''انڈینوں میں کوئی چیز انسانی نہیں، سوائے انسانی شکل کے، جیسے جیسے ہماری آبادکاری بڑھے گی، ہم ان وحشیوں کو بھیڑیوں کی طرح نکال باہر کرتے رہیں گے۔ دونوں ہی شکاری درندے ہیں خواہ شکل میں مختلف ہوں۔(۲۶)

ہٹلر کے نازی جرمنی میں آریہ نسل کی برتری کا شعور ریاست کی پالیسی تھا اور یہودیوں کے بارے میں ہلاکت خیز رویہ اختیار کیا، ہٹلر کی رائے میں (Slav) اور یہودی (Jews) آریہ نسل کو خراب کر رہے ہیں کیونکہ وہ کم تر درجہ کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔(۲۷)

نسلی امتیاز و تفریق مسلمانوں کے اندر جو پائی جاتی ہے، یہ مغربی استعمار کی ایجاد ہے، مسلمانوں کے خلاف ایک تخریبی ہتھیار ہے۔ عرب ترکوں کے خلاف مصری اہلِ یمن کے خلاف عراق کویت کے خلاف پنجابی، بنگالی یہ سب مسلمان ہی ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آراء ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں مغرب کی سیکولر عیسائی قوتیں ان کو پارہ پارہ کرتی رہی ہیں اور اپنا زیرنگیں بناتی ہیں میڈرڈ کانفرنس امریکا کی جنگ خلیج ۱۹۹۱ م کے پس منظر میں شروع ہوئی اسمیں عرب کو عرب کے یا صحیح معنوں میں مسلمانوں کو مسلمان کے خلاف لڑایا گیا۔ مغرب کے سارے ممالک نے مل کر پہلے عراق کی طاقت کا ہوا کھڑا کیا پھر اس کو تباہ و برباد کیا۔ اردن کے سیاہ ستمبر ۷۱۔۱۹۷۰ م کے دوران اردنی افواج کے ہاتھوں، فلسطینیوں کا قتل عام ہو یا لبنان میں ۱۹۷۵ کے دوران شام کی فوجی کارروائی بیروت کے کیمپنیوں میں فلسطینیوں کا قتل عام ۱۹۸۲ م ہو یا نمرہ میں انکی پکڑ دھکڑ۔ یہ مسلمان ہی ہیں جو مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہیں۔(۲۸)

مذہبی تعصب:

عہد جاہلیت میں مختلف مذاہب کے پیروکار مذہبی تعصب اور مذہبی فرقہ پرستی کے مرض میں مبتلا تھے، مذہبی عناد و عداوت عروج پر تھی، دوسرے مذہب کے لئے انکے پیروکاروں میں شدید نفرت تھی اور اسی نفرت و عداوت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف رہتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مذہبی انتہا پرستی عروج پر تھی۔ انکے اندر جو لڑائیاں لڑی جاتی تھیں ان میں مذہبی تعصب کا عنصر بھی تھا۔

یہی وجہ ہے کہ قریش اور دیگر قبائل مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار رہے۔اور اسلام اور اسلامی حکومت کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔اور جو ظلم اور زیادتیاں روا رکھیں ان سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے۔

اس دور کی مہذب قوموں کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا،قدیم زمانے میں سب سے زیادہ مہذب دو سلطنتیں تھیں ایک روم دوسری ایران،تہذیب وتمدن،آداب وعلوم،شان وشوکت،ہر اعتبار سے اس دور کی ممتاز اقوام تھیں مگر ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی اور مذہبی اختلافات کی وجہ سے پر سر پیکار رہتی تھیں، بلکہ مذہبی بنیادوں پر ایک دوسرے کے ساتھ بہیمانہ اور وحشیانہ سلوک رکھا۔جب کبھی انکی فوجیں کسی ملک میں پیش قدمی کرتی تھیں تو بچے، بوڑھے،عورتیں، جانور، درخت،معبد،مندر،غرض کوئی چیز انکی دست برد سے نہ بچتی تھی جو لوٹا جاسکتا لوٹ لیا جاتا اور جو نہ لوٹا جاسکتا اسکو آگ کی نذر کردیا جاتا تھا۔(۲۹)

مجوسی ایران اور مسیحی روم میں جب کبھی لڑائی ہوتی اور ایک دوسرے کے ملک میں گھسنے کا موقعہ ملتا تھا تو اس کے مذہب کو سب سے زیادہ ظلم وستم کا تختہ مشق بنایا جاتا تھا۔قباد کے زمانہ ۵۰۱۔۵۳۱م میں جب حکومت ایران کے اشارے سے حیرہ کے بادشاہ منذر نے شام پر چڑہائی کی تو اسنے انطاکیہ میں ۴۰۰ راہبات کو پکڑ کر عزیٰ کے بت پر بھینٹ چڑھادیا۔خسرو پرویز نے جب قیصر ماریس کا بدلہ لینے کے بہانے سے سلطنت روم کے خلاف اعلان جنگ کیا تو اپنے حدود مملکت میں مسیحوں کے کلیسا مسمار کرادیے نذر کے اموال لوٹ لئے اور صلیب پرستوں کو آتش پرستی پر مجبور کیا۔(۳۰)

روم سے افریقہ کے ونڈالوں اور یورپ کے گاتھوں کی ہمیشہ جنگ رہتی تھی ان کے ساتھ جو وحشیانہ برتاؤ کیا جاتا تھا اسکے ذکر سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔قیصر جسٹینن کے زمانے میں جب ونڈالوں پر چڑھائی کی گئی تو انکی پوری قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا گیا۔جنگ سے پہلے اس قوم میں ۱۶۰۰۰۰ نبرد آزما مرد تھے اور ان کے علاوہ عورتوں، بچوں اور غلاموں کی بھی ایک تعداد موجود تھی مگر رومی فاتحوں نے جب ان پر قابو پایا تو ان میں سے ایک متنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔(۳۱)

۵۴۰م میں جب نوشیرواں نے شام پر چڑھائی کی تو اس کے دارالحکومت انطاکیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی، اسکے باشندوں کا قتل عام کیا،عمارتوں کو مسمار کیا اور جب اس سے بھی تسکین نہ ہوئی تو شہر میں آگ لگا دی۔(۳۲)

انسانیت ان مذہبی لڑائیوں سے نہیں چھٹی ہے جس میں نویں صدی کے وسط میں تنہا ملکہ تھیوڈورہ نے

ایک لاکھ جرمنوں کو ہلاک کروادیا۔ رومن کیتھولک نے ایک لاکھ پروٹسٹنٹ کو سینٹ بارتھلمیو کی بھینٹ چڑھوادیا۔ انسانیت ان بڑی قتل گاہوں سے خوش تھی جو یورپ میں پاپائیت کی خواہشات کی تکمیل اور ملحدوں کے قتل کے لئے قائم کی گئی تھیں جنہوں نے پورے کے پورے ملک ویران کردیے پوپ انوسینٹ سوم کی جنگ نے ۱۲۰۸ء میں پورا جنوبی فرانس ویران کردیا اور اس کے بہت سے شہر ''کوسکون''، ''برزہ'' وغیرہ تباہ کردیے۔ رومن کیتھولک نے انتہا پسند پروٹسٹ کی جنگ میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار پروٹیسٹنٹ قتل کیئے۔ پاپائے اعظم نے ۸۸۰۰ انسانوں کو آگ میں جلانے اور ۹۶۵۰۴ کو دوسری سزائیں دینے کا حکم دیا۔ ٹور کمانڈا اسپینی (۱۴۲۰-۱۴۴۸ء) نے اسکی تعمیل میں چھے ہزار انسانوں کو زندہ آگ میں جلادیا اور اس کارخیر کے صلے میں پاپائے مقدس سے کاڈنیال کے منصب کا طالب ہوا۔ (۳۳)

عیسائیوں نے اپنے اقتدار میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ انکی مذہبی انتہا پسندی اور تعصب کی انوکھی مثالیں ہیں جو تاریخ کے سیاہ ترین ابواب ہیں۔

سقوط غرناطہ کے بعد اندلس سے مسلمانوں کی حکومت جو تقریباً آٹھ سو سالوں سے قائم تھی، ختم کردی گئی اور مسلمانوں کے لئے عرصہ حیات بھی تنگ کردیا گیا اور فرنانڈو نے مسلمانوں کی سب سے بڑی مسجد کو گرجا گھر میں تبدیل کیا غرناطہ اور اسکے ضوالی کی تمام مساجد کو کنائس میں تبدیل کیا گیا اور پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ گرائے۔ (۳۴) لارڈ بشپ کرڈینل نے سرزمین اندلس کو عربوں کے وجود سے پاک وصاف کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ جو عرب دین مسیح اختیار نہ کرے خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ ان سب کو قتل کردیا جائے۔ (۳۵)

بلیڈا ڈویلنکی نے تین چوتھائی جلاوطن عربوں کو اندلس سے نکلنے کے بعد راستے میں قتل کروادیا۔ ان میں سے ایک لاکھ اس مہاجر گروہ میں سے تھے جو افریقہ جارہے تھے اس طرح چند مہینوں کے اندر اسپین نے اپنی کئی لاکھ رعایا کھودی۔ سیڈ یلیو اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ فرڈیننڈ کی فتح سے لے کر عربوں کی آخری جلا وطنی تک تین لاکھ آدمی ضائع ہوئے۔ لیبان کا بیان ہے کہ ان مقتولوں کے مقابلے میں سینٹ برتھالیمیو کے قتل گاہ کی کوئی حقیقت نہیں تھی (۳۶)۔ ان تینوں مقتلوں کا جیسا وحشیانہ اور سنگدلانہ حادثہ بڑے سے بڑے وحشی اور سنگدل فاتحوں سے بھی ظاہر نہیں ہوا یہ اسپین کی بڑی بدقسمتی ہے کہ اس نے جس تین لاکھ رعایا سے اپنے ہاتھوں اپنے کو محروم کیا اسمیں تمام تر اونچے طبقے کے علماء اور صناع تھے۔ (۳۷)

اسپینوں نے مذہبی تعصب کے نتیجے میں اندلس سے مسلمانوں کی ہر نشانی مٹادی انکے گھروں کو مسمار کیا

ان میں سب سے زیادہ اہم واقعہ عربی کتابوں کی بربادی تھی، اسلام اور تہذیب وتمدن کے سب سے بڑے دشمن کر ڈینل کسمینس نے غرناطہ میں عربی کتابوں کی بڑی تعداد خصوصاً کلام مجید کے نسخوں کو جلوانے کے بعد ۱۵۱۱ء میں عام حکم جاری کر دیا کہ اندلس کی عربی کتابیں برباد کی جائیں چنانچہ صرف ''رملہ'' میں بیس لاکھ کتابیں جلائی گئیں۔(۳۸)

لیبان کا بیان ہے کہ غرناطہ میں کرڈینل کسمینس کو عربی کے جو مخطوطات مل سکے اور جن کی تعداد اسی ہزار تھی (صرف غرناطہ شہر کی) انکو جلانے کے بعد اسکو یہ یقین تھا کہ اب اسکے دین کے دشمنوں (مسلمانوں) کا نام تاریخ سے ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا۔(۳۹)

یہ تو اسپین میں مسلمانوں کے خاتمے کے حوالے سے نصاریٰ کے مذہبی تعصب کی چند مثالیں تھیں۔ بالکل ایسا ہی طریقہ کار پرتگال کے مسلمانوں کا بھی ہوا جب وہ لشبونہ سے نکالے گئے تھے تو پرتگالیوں نے فرانسیسی، انگریز، جرمن اور بیلجئم کے بحری ڈاکوؤں کی مدد سے مسلمانوں کے ساتھ بڑا وحشیانہ اور سنگدلانہ برتاؤ کیا۔ ان کے مردوں، بچوں کو قتل اور عورتوں کو قید کرلیا۔ مسلمانوں کی ہر چیز برباد کردی حتیٰ غذا کا ذخیرہ تک جلا دیا۔ اس قتل عام میں بیس ہزار سے زیادہ۔ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔(۴۰)

مذہبی عقائد کے پاسبانوں کی نگاہوں میں انسانی جان کی کوئی قیمت ہی نہیں رہ گئی تھی وہ سنگدلی اور شقاوت کو کار ثواب سمجھتے تھے اور مذہب کا وفادار اسی کو سمجھا جاتا تھا جسکی آتش غضب اسی دین کی حمایت میں کبھی ٹھنڈی نہ ہو جسکو وہ اپنے تخیل میں اصلی مذہب سمجھتا تھا اور یہی نظریہ آج بھی قائم ہے۔

چنانچہ آج بھی مذہبی تعصب کے پجاری یوگوسلاویہ، البانیہ، روس اور یورپ کے زیر اثر ممالک شمالی افریقہ کینیا، زنجبار، ملایا، بھارت اور اسرائیل میں کبھی امن وسلامتی کے نام پر اور کہیں قوم کی تطہیر کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کرتے رہے ہیں۔

سربوں کے بوسنیا کے لئے بھی عزائم عیاں تھے۔ کم از کم دو تہائی بوسنیا پر قبضہ اور وہاں سے مسلمانوں کی نسل کا صفایا، انکا طریقہ واردات بھی آنکھوں کے سامنے تھا۔ مسلمان آبادی پر محاصرہ، ان پر گولہ باری، عمارتوں کو مسمار کرنا، فاقوں سے مارنا، قبضہ ہو جائے تو انکو تتر بتر کرنا، جاتے ہوئے ان کے تمام اموال و جائدادوں کی ملکیت منتقل کرا دینا، جو نہ جائیں ان کو مویشیوں کی طرح باڑوں میں بند کرنا، لڑنے قابل نوجوانوں کو سر میں گولی مار کر یا گلے کاٹ کر ہلاک کر دینا، یہ سب کچھ ٹی وی اسکرینوں اور اخباری کالموں میں دیکھا گیا ہے۔(۴۱)

اُس وقت کی بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق ۱۹ لاکھ مسلمانوں میں سے ۹ لاکھ بوسنیا سے نکالے جا چکے تھے اور آٹھ لاکھ خود بوسنیا میں بے گھر کردیے گئے، کیمپوں میں بند تھے یا دربدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے تھے۔ وہاں ایک لاکھ کے قریب لوگ ہلاک کئے گئے۔(۴۲) ''فوکا'' شہر میں ۷۵ فیصد مسلمان تھے مگر آج ایک بھی نہیں۔ بوسنیا میں سینکڑوں مساجد گولہ باری سے منہدم کی جا چکی ہیں بوسنیا کی معیشت کی تباہی کا اندازہ ایک سو ارب ڈالر کے مساوی ہے۔ یہ سب کچھ ''مہذب یورپ کے قلب میں ہوا ہے۔(۴۳)

خون آشام، لرزہ خیز، روح سوز اور جاں کش تباہ کاریاں ماضی کی کارگذاریاں جو ذلت آدمیت کا پرچار ہیں۔ صفحہ تاریخ کو بدنما کر رہی ہیں وہ ماضی کا المیہ ہیں مگر موجودہ ترقی یافتہ اور مہذب دنیا کے باشندے جس ابتر اور خونی عالم میں حیات چہار روزہ بسر کر رہے ہیں اسمیں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ معاشی استحصال معاشرتی انتشار، اقتصادی آزار اور تعصباتی خون ریزی۔ کونسی ایسی جان لیوا خصلت ہے جو مٹ چکی ہے؟ کونسی ایسی سرشت ہے جو بدل چکی ہے؟ کون سی ایسی جبلت ہے جو سر ہو چکی ہے؟(۴۴)

اسلام کا عصبیت کے بارے میں موقف:

اسلام نے ہر قسم کی عصبیت کو رد کیا ہے چاہے وہ قبیلائی ہو، جنس ولون کی ہو، علاقائی، لسانی ہو یا مذہب کی بنیاد پر ہو۔ اسلام قومیت اور عوامل قومیت کے برعکس وحدت انسانیت اور ایک عالمگیر برادری کا تصور پیش کرتا ہے۔ اسلام نے انسان اور انسان کے درمیان کسی مادی اور حسی تفریق کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ یہ حقیقت واضح انداز میں پیش کی ہے کہ ایک ہی کی اصل سے ہے۔ ارشاد باری ہے ''یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً و نساءً واتقوااللہ الذی تسائلون بہ والأرحام۔(۴۵)

سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وما کان الناس إلا امۃ واحدۃ فاختلفوا''۔(۴۶)

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''یا ایھا الناس إنا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن اکرمکم عنداللہ اتقاکم''۔(۴۷)

سید ابوالأعلیٰ مودودی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''اس آیت میں پوری نوع انسانی کو خطاب کر کے اس عظیم گمراہی کی اصلاح کی گئی ہے جو دنیا میں ہمیشہ عالمگیر فساد کی موجب رہی ہے، یعنی نسل، رنگ، زبان، وطن اور قومیت کا تعصب، قدیم ترین زمانے سے آج تک ہر دور میں انسان بالعموم انسانیت کو نظر انداز کر کے اپنے گرد کچھ چھوٹے چھوٹے دائرے کھینچتا رہا ہے جن کے اندر پیدا ہونے والوں کو اس نے

اپنا اور باہر پیدا ہونے والوں کو غیر قرار دیا، یہ دائرے کسی عقلی اور اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقی پیدائش کی بنیاد پر کھینچے گئے ہیں، کہیں ان کی بنا پر ایک خاندان قبیلے یا نسل میں پیدا ہوتا ہے اور کہیں جغرافی خطے میں یا ایک خاص رنگ والی یا ایک خاص زبان بولنے والی قوم میں پیدا ہوتا ہے۔ اس تمیز نے نفرت عداوت، تحقیر و تذلیل اور ظلم وستم کی بدترین شکلیں اختیار کی ہیں اس سے فلسفے گھڑے گئے ہیں، مذہب ایجاد کئے گئے ہیں، قوانین بنائے گئے ہیں، کالے اور گورے کی تمیز نے افریقہ اور امریکہ میں سیاہ فام لوگوں پر جو ظلم ڈھائے انکو تاریخ کے صفحات میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یورپ کے لوگوں نے بر اعظم امریکہ میں گھس کر ریڈ انڈین نسل کے ساتھ جو سلوک کیا اور ایشیا اور افریقہ کی کمزور قوموں پر اپنا تسلط قائم کر کے جو برتاؤ ان کے ساتھ کیا، اس کی تہ میں یہ بھی تصور کارفرما رہا ہے کہ اپنے وطن اور اپنی قوم کے حدوددوں سے باہر پیدا ہونے والوں کی جان، مال، اور آبرو ان پر مباح ہے۔ انہیں حق پہنچتا ہے کہ ان کو لوٹیں غلام بنائیں اور ضرورت پڑے تو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ مغربی اقوام کی قوم پرستی نے ایک قوم کو دوسری قوموں کے لئے جس طرح درندہ بنا کر رکھ دیا ہے اسکی بدترین مثالیں زمانہ قریب کی لڑائیوں میں دیکھی جا چکی ہیں اور آج دیکھی جا رہی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ نازی جرمن کا فلسفہ نسلیت اور نارڈک نسل کی برتری کا تصور پچھلی جنگِ عظیم میں جو کرشمے دکھا چکا ہے انہیں نگاہ میں رکھا جائے تو آدمی بآسانی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ کتنی عظیم اور تباہ کن گمراہی ہے جس کی اصلاح کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ (۴۸)

قرآن مجید کی اس تعلیمات کو رسول اللہ ﷺ نے نہایت تاکید کے ساتھ نہ صرف بیان فرمایا ہے بلکہ عملی طریقے سے معاشرے کے اندر نافذ بھی کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**اللّٰھم ربنا ورب کل شی الی اشھد أن العباد کلھم اخوۃ۔**'' (۴۹)

جاہلیت وغرور اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے سے بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔ ابن عمر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعے پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''**انّ اللّٰہ أذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وتعاظمھا بآبائھا، فالناس رجلان، رجل برّ تقي کریم علی اللّٰہ وفاجر شقی ھیّن علی اللّٰہ والناس بنو آدم وآدم من تراب۔**'' (۵۰)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ: ''**قال رسول اللّٰہ ﷺ إنّ اللّٰہ قد أذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ و فخرھا بالآباء مؤمن تقی وفاجر شقی انتم بنو آدم وآدم من تراب لید عن رجال فخرھم بأقوامہ انما ھم فحم من فحم جھنم او لیکونن اھون علی اللّٰہ من الجعلان**

التی تدفع بأنفها النتن۔"(۵۱)

مساوات انسانی کے عظیم علمبردار محمد ﷺ کے انسانی مساوات اور عوامی عدل پر قائم کردہ مثالی معاشرے پر تبصرہ کرتے ہوئے مغربی دانشور Aj. Toyn bee لکھتا ہے: محمد ﷺ نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ و نسل اور طبقاتی امتیاز کا یکسر خاتمہ کردیا، کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد ﷺ کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج کی دنیا جس ضرورت کے لئے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساوات محمدی کے ذریعے پورا کیا جا سکتا ہے۔(۵۲)

اسلام کے اندر جو مذہبی رواداری پائی جاتی ہے شاید دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے پیروکاروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہر آسمانی کتاب اور ہر نبی پر ایمان لایا جائے اور ان کے درمیان کسی قسم کی تفریق نہ کی جائے۔ ارشاد باری ہے:"قل آمنا باالله وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم و اسماعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربهم لانفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون۔(۵۳)

اسلام اس امر کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ قوت اور طاقت سے دین کی اشاعت کی جائے اور لوگوں کو جبراً اسلام قبول کرنے کے لئے کہا جائے۔ دین کا اختیار کرنا لوگوں کی رضا و رغبت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

ارشاد باری ہے:"لا اکراه فی الدین۔"(۵۴)

سورۃ یونس میں ارشاد باری ہے:"أفانت تکره الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین۔"(۵۵)

یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم مؤرخین بھی پورے یقین کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے کسی قوم یا گروہ کو اسلام قبول کرنے کے لئے زبردستی نہیں کی۔

مشہور مستشرق T.W. Arnold اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے:" ان ملکون میں جو صدیوں تک اسلامی حکومت میں رہے ہیں بہت سے عیسائی فرقے اور قومیں اب تک آباد ہیں۔ ان کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان کو مذہبی آزادی رہی ہے۔"(۵۶)

اسلام تمام ادیان کی عبادت گاہوں کے احترام کا تصور دیتا ہے، انکی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔" ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا۔(۵۷)

اسلام صرف جبر نہ کرنے اور دوسرے مذہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ

دوسرے مذاہب کے معتقدوں کے باطل عقائد کی بنا پر سب وشتم کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ارشاد باری ہے:
''ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم''۔(۵۸)

تھامس کارلائل اپنی کتاب (Heroes and Hero worship) میں لکھتا ہے ''مذہب عیسوی کا دامن بھی ہمیں انسانی خون کے دھبوں سے پاک نظر نہیں آتا جب اسکے ہاتھ میں تلوار آئی تو اس نے بھی اسکا استعمال کیا، کیا شارلین کے عہد میں میکسیکو کا تبدیلی مذہب کا تیغ کا نتیجہ نہیں تھا؟'' محمد ﷺ کے ابتدائی دور سے آخر تک کسی شخص کو جبراً مسلمان بنانے یا اس پر مذہب تعصب کی بنا پر تشدد کرنے کا کوئی واقعہ ہمارے علم میں نہیں آیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عربوں نے عیسائی مذہب کے بارے میں رواداری کی ہر روش اختیار کی تھی اس نے ملک گیری میں ان کے لئے بڑی آسانی پیدا کر دی۔اسلام ان لوگوں کے لئے نعمت عظمیٰ تھی جوان پر عرشِ بریں سے اتری تھی۔(۵۹)

اسلام کے بارے میں کچھ مغربی علماء یہ غلط رائے رکھتے ہیں کہ اسلام تلوار سے ہی پھیلا، مسلمانوں نے جس بھی علاقے کو فتح کیا وہاں کے باشندوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا۔درحقیقت یہ انکا اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا تھا۔تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے جن بھی علاقوں کو فتح کیا وہاں کے باشندوں کو انکے مذہب پر قائم رہنے کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ انکے معابد کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا۔

لالہ رام اپنی کتاب شانِ محمد ﷺ میں لکھتے ہیں: ''ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ سامنے پیش کیا جاتا ہے، گویا اسلام کی تشہیر واشاعت اور اسکی بقا و ترقی کا انحصار تلوار پر ہے، ایسا کہنا خود اسلام کی تردید ہے۔اس غلط اور شرانگیز فتنہ کے حامیوں نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق لکھ دیا ہے اور صداقت کی آنکھیں بند کیں ہیں''۔(۶۰)

اسلام بلا کسی تمیز، رنگ ونسل، علاقہ ومذہب کے معاشرتی عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔ارشاد باری ہے: **''یاایھاالذین آمنو کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولایجرمنکم شنآن قوم علی ألا تعدلواِعدلوا ھو اقرب للتقوی''۔(۶۱)**

سورۃ النساء میں فرمانِ الٰہی ہے: **''یا ایھاالذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علیٰ انفسکم اوالوالدین والأقربین إن یکن غنیاً او فقیراً فاللہ اولی بھما فلا تتبعواالھوی أن تعدلوا وإن تلوٗا أو تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیراً۔(۶۲)**

اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قانون کی عام حکمرانی کو قائم رکھے، ہر شخص اور ہر طبقے کے

لوگ ایک ہی نظام عدالت کے تحت ہوں، غریب وامیر اور رائی اور رعایا سب قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ اسلامی ریاست قانونی مساوات کی علمبردار ہے اور اسلامی ریاست کا کوئی بھی شہری قانون سے بالاتر نہیں حتیٰ کہ منتظم اعلیٰ بھی قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے۔(۶۳)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن کی تعلیمات بوجہ خصوص اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت علی وجہ العموم، صبر، برداشت، تحمل، بردباری، عفوودرگذر، رواداری، روشن خیالی، اجتماعی عدل اور اعتدال پسندی سے مزین ہے، میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، فتح مکہ سیرت طیبہ کے وہ شاہکار ہیں جن پر اسلامی تاریخ کی عظیم الشان معاشرتی قوانین کی عمارت کھڑی ہے۔ بدقسمتی سے آج امت مسلمہ خصوصاً پاکستان میں مختلف قسم کے تعصبات پھوٹ پڑے ہیں جس کے نتیجے میں مذہبی انتہاپسندی، دہشت گردی اپنے عروج پر پہنچ چکے ہیں عصر حاضر کا تقاضا ہے کہ مذہبی تعصب، تفرقہ بازی، گروہی ولسانی تعصبات کے خاتمے کے لیے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جائے اور فروغ امن کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ یہی آج کے مسائل کا حل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) ابن منظور الافریقی۔لسان العرب۔مادہ۔"عصب"

(۲) ابن الأثیر: مجد الدین المبارک بن محمد۔: النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر۔ مادہ "عصب" ۲۴۵/۳۔دارالفکر بیروت۔

(۳) ابوداؤد: سنن ابی داؤد۔ کتاب الأدب باب ۴۷

(۴) اردو دائرۃ معارف اسلامیہ۔ دانش گاہ پنجاب، لاہور، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

(۵) ابن منظور: لسان العرب مادہ "جہل"

(۶) ابن الأنباری ابوبکر محمد بن القاسم: شرح القصائد السبع الطوال الجاھلیات تحقیق عبدالسلام ھارون۔ ص۔۴۲۶۔۴۲۷

(۷) سورۃ آل عمران ۱۰۴

(۸) سورۃ المائدہ۔۵۰

(۹) سورۃ الأحزاب۔۳۳

(۱۰) سورۃ الفتح الآیۃ ۲۶

(۱۱) مودودی: تفہیم القرآن۔۹۱/۴۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۱۹۸۴م

(۱۲) مودودی: سید ابوالأعلی: اسلامی ریاست۔اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔ص۲۲۲۔۳۲۳

(۱۳) ابن حنبل الامام احمد۔ مسند احمد بن حنبل۔۴۱۱/۵۔

(۱۴) ابوالحسین مسلم بن الحجاج الامام القشیری۔صحیح مسلم کتاب: الامارہ۔ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین۔رقم الحدیث۔۱۸۴۸

(۱۵) چیمہ: چودھری غلام رسول۔اسلام کا سیاسی نظام۔علم وعرفان پبلشرز، لاہور۔ص۔۳۹۷

(۱۶) مودودی: الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ص۔۱۹۲

(۱۷) دیاربکری: حسین بن محمد : تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ۲۰۰/۱ مؤسسۃ شعبان للنشر والتوزیع۔بیروت۔ابن الأثیر ابوالحسن علی بن ابی الکرم عزالدین۔الکامل فی التاریخ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔۴۱۴/۱۔۴۱۵

(۱۸) الدیاربکری: تاریخ الخمیس ۲۵۹/۱)　　(۱۹)　مودودی: الجہاد فی الاسلام۔۱۹۴

(۲۰) ڈیورنٹ آرٹیل ڈیورنٹ۔تاریخ کا سبق۔ترجمہ: محمد بن علی باوہاب۔یونائیٹڈ بک کارپوریشن کراچی۔ص۔۱۸۵

(۲۱) علوی: خالد علوی ڈاکٹر۔اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور۔ص ۵۶۰

(۲۲) علوی۔خالد علوی ڈاکٹر۔اسلام کا معاشرتی نظام۔۵۳۳

(۲۳) لیبان: موسیو ڈاکٹر فرانسیسی: قوموں کے عروج و زوال کا فلسفہ۔ترجمہ مولانا عبد السلام ندوی، مشتاق بک کارنر لاہور۔ص ۱۳۴

(۲۴) موسوی۔سید مجتبیٰ: مغربی تمدن کی ایک جھلک۔ترقی اردو بورڈ، دہلی، ص۔۸۴

(۲۵) محمد ثانی: ڈاکٹر حافظ محمد ثانی: محسن انسانیت اور انسانی حقوق۔دارالاشاعت کراچی۔ص۔۲۶۸

(۲۶) خرم مراد: مغرب اور عالمِ اسلام۔منشورات۔منصورہ لاہور۔ص ۱۳۵۔۱۳۶

(۲۷) علوی۔خالد ڈاکٹر۔اسلام کا معاشرتی نظام۔الفیصل لاہور۔ص ۵۳۴

(۲۸) خرم مراد۔مغرب اور عالمِ اسلام۔ص: ۱۱۵۔۱۱۶

(۲۹) مودودی: الجہاد فی الاسلام۔ص: ۲۱۰

(۳۰) مودودی: الجہاد فی الاسلام۔ص: ۲۰۷

(۳۱) حوالہ بالا۔۲۱۰۔۲۱۱　　(۳۲)　حوالہ بالا۔۲۱۰۔۲۱۱

(۳۳) کرد محمد علی: الاسلام والحضارۃ العربیۃ۔ترجمہ اسلام اور عربی تمدن۔ندوی شاہ معین الدین۔دارالمصنفین اعظم گڑھ۔یوپی۔ص۔۲۰)

(۳۴) رزوق محمد: الأندلسیون فی عہد الملکین الکاثولکیین۔الدراسات الاسلامیۃ عدد خاص حول الاسلام فی الأندلس۔۱۹۹۱م ص۔۴۶

(۳۵) کرد: محمد علی۔الاسلام والحضارۃ العربیۃ۔ترجمہ اسلام اور عربی تمدن۔ترجمہ ندوی شاہ معین الدین۔ص۔۲۶۷۔

(۳۶) سینٹ برتھالیمیو ایک رومن کیتھولک ولی تھا ۵۷۲ھ میں اسکے عرس کے دن چارلس دہم بادشاہ فرانس کے حکم سے فرانس کے پانچ سومعززپروٹسٹنٹ اور دس ہزار عوام قتل کئے گئے۔

(۳۷) ایضاً۔ص ۲۶۸

(۳۸) الکتانی:علی المنتصر ۔انبعاث الاسلام فی الأندلس۔مجمع بحوث الاسلامیہ اسلام آباد۔ص ۷۵
(۳۹) کرد محمد علی:اسلام اورعربی تمدن۔ترجمہ:ص ۲۷۰۔۲۷۱
(۴۰) اسلام اورعربی تمدن۔ص ۲۶۹
(۴۱) خرم مراد:مغرب اورعالم اسلام ایک مطالعہ۔ادارہ منشورات لاہور۔ص ۴۲)
(۴۲) خرم مراد۔مغرب اورعالم اسلام۔ادارہ منشورات۔ص ۴۲) (۴۳) ایضاً)
(۴۴) سروہی۔محمد لیس:اسلام امن وسلامتی کادرس دیتا ہے۔مشتاق بک کارنر،لاہور۔ص ۱۶۴
(۴۵) سورۃ النساء الآیۃ ۱ (۴۶) سورۃ یونس الآیۃ ۱۹
(۴۷) سورۃ الحجرات۔۱۳ (۴۸) مودودی:ابوالأعلی:تفہیم القرآن ۵/۹۶
(۴۹) ابوداؤد:سنن ابی داؤد۔وتر۔باب ۳۵) (۵۰) ترمذی ابواب التفسیر ۷/۱۵۹
(۵۱) ابوداؤد:کتاب الأدب باب فخر فی النساب۔۱/۶۹۷
(۵۲) Toyn bee, Aj / Civilization on Trail, New York P-948
(۵۳) سورۃ آل عمران الآیۃ ۸۹" (۵۴) سورۃ البقرہ ۲۵۶
(۵۵) سورۃ یونس الأیۃ
(۵۶) (Prof. T.W. Arnold: The Preaching of Islam P-435) ترجمہ دعوت اسلام۔
مترجم ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ ط۔محکمہ مذہبی امور واوقاف۔حکومت پنجاب
(۵۷) سورۃ الحج۔الأیۃ ۴۰ (۵۸) سورۃ الانعام ۹۔۱
(۵۹) بحوالہ محمد لیس سروہی۔اسلام امن وسلامتی کادرس دیتا ہے۔ص ۱۷۷۔۱۷۸
(۶۰) محمد لیس سروہی:اسلام امن وسلامتی کادرس دیتا ہے۔ص ۱۷۶۔۱۷۷
(۶۱) سورۃ المائدہ۔الآیۃ ۸ (۶۲) سورۃ النساء ۱۳۵
(۶۳) علوی:ڈاکٹر خالد۔اسلام کامعاشرتی نظام۔۲۹۹